حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین ندوی بنگلور (انڈیا)

اسلامی شریعت کی معقولیت

اور اس پر تحقیقی کام کی ضرورت

قانون صرف خدا کا کیوں؟ اللہ تعالیٰ اس دنیا کا خالق و پروردگار ہے، اسی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور ان کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اپنے چند مخصوص بندوں (رسولوں) کو مخصوص دلائل و براہین دے کر بھیجا تاکہ لوگ سچائی کا راستہ اختیار کریں اور گمراہی سے بچیں۔ اس اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مشترکہ دعوت یہ تھی کہ لوگ ایک ہی خدا کو مانیں اور اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی گذاریں۔ احکام الٰہی کے اسی ضابطہ و مجموعہ کا نام دین و شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ تمام انسانوں کا خالق اور پروردگار (رب) ہے اس لیے حکم چلانا اور قانون سازی کرنا بھی اسی کے لیے سزاوار ہے، جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الاعراف ۵۴)	ہاں دیکھو پیدا کرنا اور حکم چلانا اسی کا کام ہے، اللہ بڑی خوبیوں والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (یوسف ۴۰)	حکم کرنا اللہ ہی کو زیب دیتا ہے اسی نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی بندگی کرو یہی سیدھا طریقہ ہے۔

کیا اسلامی قانون فرسودہ ہے؟ موجودہ دور میں عام طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ دین و شریعت پرانے دور کی باتیں ہیں جن پر آج عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ اور اس قسم کے خیالات کا اظہار زیادہ تر "روشن فکر" حلقوں میں کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آجکل جدید علوم نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب ہر چیز فرسودہ اور آؤٹ آف ڈیٹ ہوتی جا رہی ہے، لہٰذا موجودہ "ترقی یافتہ" دور میں "پرانی" چیزوں کو چھوڑ کر "نئی" چیزوں کو اپنانا چاہئے۔ اور اس قسم کی دعوت وہ لوگ دیتے ہیں جو یا تو دین و شریعت کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اور ان کے ذہنوں میں دین و شریعت کا ایک تنگ سا مفہوم ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ سمجھتے ہیں کہ احکام الٰہی غیر معقول و غیر متوازن ہیں اور وہ موجودہ دور کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتے، یا وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو

اسلامی قانون سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اور محض تعصب یا سیاست کاری کی بنا پر اس کی مخالفت کو ضروری سمجھتے ہوئے اس کے نام ہی سے چڑتے اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔

اسلامی قانون کا سرچشمہ | تو جہاں تک اسلامی قانون یا احکام خداوندی کے غیر معقول و غیر موزوں ہونے کا تعلق ہے تو یہ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے جو قانون خداوندی سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی قانون ہر دور کے لیے موزوں اور قابل عمل ہے اور وہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ چودہ سو سال پہلے تھا اور یہ کوئی خوش فہمی یا شاعری نہیں بلکہ حقیقت واقعہ ہے۔ کیونکہ یہ احکام وقوانین اس خدائے علیم و خبیر کے نازل کیے گئے ہیں جو نہ صرف اس کائنات کا خالق و رب ہے بلکہ وہ ازل تا ابد ہر دور کی ضرورتوں اور اس کے تقاضوں سے بھی پوری باخبر ہے۔

حٰمٓ ه تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ه (المومن ۲-۱)	یہ کتاب اللہ کی جانب سے اتاری ہوئی ہے جو سب پر غالب اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔
الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ه (هود ۲-۱)	یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں (علمی اعتبار سے) مضبوط و مستحکم کردی گئی ہیں پھر ان کی تفصیل خدائے دانا و باخبر کی جانب سے کی گئی ہے۔

قرآنی آیتوں اور اس کے احکام کو مضبوط و مستحکم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عصری علوم وفنون کے ارتقاء کے باعث علمی اعتبار سے انہیں کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا اور فلسفہ ومنطق کی رُو سے ان کی معقولیت و برتری کو چیلنج کرکے انہیں ناکارہ ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ آیات واحکام ہر دور کے عقلی و علمی معیاروں پر پورے اُترتے اور عصری علوم وفنون کی کسوٹی میں کھرے ثابت ہوتے رہیں گے۔ اس اعتبار سے خدائی احکام و اوامر اہل ایمان کے لیے ہر دور میں باعث ہدایت ورحمت رہیں گے اور ان کی جدت و تازگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ه (الاعراف ۵۲)	اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جسے ہم نے اپنے علم (کامل) کے ذریعہ ہر چیز کی تفصیل کردی ہے جو اہل ایمان کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

ان آیتوں کی تصریح کے مطابق قرآن حکیم کے مضامین ومندرجات علم وحکمت پر مبنی ہیں اور وہ خدائی علم وحکمت کے مظاہرہ کا ایک واضح نمونہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ سینکڑوں ہزاروں سال بعد کوئی ایسا ضابطہ حیات

اس دعوے کے ساتھ پیش کرنا کہ اس کے احکام واوامر کبھی ناکارہ اور فرسودہ نہیں ہوں گے کسی بھی انسان کی طاقت ووسعت سے باہر ہے۔ انسانی لٹریچر کی تاریخ میں اس قسم کا دعویٰ نہ تو اب تک کسی نے کیا ہے اور نہ کسی قانون وضابطہ کو کبھی دوام حاصل ہو سکا ہے، اور پھر قانون بھی کیسا؟ وہ جو ہر اعتبار سے کامل اور بے عیب ہو اور جس میں ترمیم واضافہ کی کبھی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہو! یقیناً قانون وشریعت کی تاریخ میں یہ پہلی اور آخری مثال ہے، اور اس بے مثال مظاہرہ سے اسلامی قانون وشریعت کا معجزہ اور خدائی راہنمائی کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔

اسلامی قانون میں علم وحکمت کا مظاہرہ

اسلامی قانون جہاں ایک طرف کامل اور بے عیب ہے یعنی اس میں اس قدر جامعیت پائی جاتی ہے کہ اس میں ہر دور کی رعایت کرتے ہوئے اسے ایک کلیاتی شکل میں وضع کیا گیا ہے تو دوسری طرف اسے علمی وعقلی بنیادوں پر بھی مضبوط ومستحکم کر دیا گیا ہے تاکہ وہ ہر دور کی عقلی موجوں اور فلسفوں کا بخوبی مقابلہ کر سکے۔ اس اعتبار سے جس دور میں بھی انسان اس قانون کو علم وعقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے لیے بیٹھے گا تو وہ خدائی علم ودانش اور اس کے بے مثال مظاہرہ کو دیکھ کر مبہوت وششدر رہ جائے گا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں جہاں جہاں شرعی امور ومسائل کا تذکرہ ہے ان میں سے بعض مقامات پر خصوصیت کے ساتھ اہلِ علم کو ان پہلوؤں پر غور کرنے اور خدائے علیم وخبیر کی حکمت ودانائی کا حال آشکارا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیے سورۂ بقرہ میں جہاں پر نکاح، طلاق، خلع، اور عدت وغیرہ کے متعدد احکام بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ٥ (البقرہ ۲۳۰)	اور یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ علم رکھنے والوں کے لیے وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اہلِ علم کو ان احکام ومسائل میں غور وخوض کر کے خدائی حکمت ودانش اور قانون سازی میں اس کی دقت آفرینی کا پتہ چلانا چاہیے جس کے بعد خدائی قانون وشریعت کا معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور پھر چونکہ یہ عمل کسی مذہب کی صداقت ثابت کرنے کا ایک فطری اور سائنٹیفک طریقہ بھی ہے اس لیے اس فطری طریقے سے اسلام کی حقانیت وبرتری بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

اس سلسلے کی چند مزید آیات ملاحظہ ہوں جو مختلف شرعی احکام ومسائل کے بعد خاص طور پر بطور تنبیہ وارد ہوئی ہیں۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ٥ (الاعراف ۳۲)	اسی طرح اہلِ علم کے لیے ہم (اپنے) احکام تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (التوبہ ۱۱)	جاننے والوں کے لیے ہم اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (النور ۵۹)	اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس اعتبار سے اسلامی قوانین انتہائی معقول اور مدلل ہیں جن میں بے عقلی اور فرسودگی کا کوئی دخل نہیں ہے اور ان پر دقیانوسیت کی چھاپ کبھی نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ خدائے علیم وخبیر کی جانب سے نازل شدہ ہونے کی بناء پر کبھی متزلزل نہیں ہو سکتے بلکہ علمی اعتبار سے وہ ہمیشہ مستحکم رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرعی احکام ومسائل کے تذکرہ کے بعد عموماً بطورِ تذکیر و یاددہانی اپنے علم و دانائی کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے۔

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الحج ۵۲)	پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کرتا ہے اور وہ بڑا ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

عقل سے کام نہ لینے والوں کی مذمت

دنیا میں بہت سے مذاہب ایسے ہیں جن میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ ان میں عقل کا نام لینا بھی گناہ اور جرم تصور کیا جاتا ہے اور ہر چیز پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا پڑتا ہے، اگر کسی نے ذرا سا بھی احتجاج کیا تو اس پر بے دینی کا فتویٰ لگا کر اسے دین سے باہر کر دیا جاتا ہے۔ مگر دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ایسا ہے جس میں علم و عقل کی آزادی ہے اور وہ ہے اسلام! چنانچہ اسلام صرف علم وعقل کی آزادی ہی عطا نہیں کرتا بلکہ وہ بے عقلی جمود اور اندھے عقیدوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے اور نوع انسانی کو عقل سے کام لینے اور حقائق کا گلا نہ گھونٹنے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ عقل و دانش سے کام نہ لینے والے اندھے، بہرے اور گونگے ہیں۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۷۱)	(اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کرنے والے) بہرے گونگے اور اندھے جو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

بلکہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو جانوروں اور چوپایوں سے بدتر قرار دیا گیا ہے:۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (الانفال ۲۲)	یقیناً جانوروں میں سب سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ (انسان نما جانور) ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

اسلام میں عقل کا درجہ اس لحاظ سے اسلام اور اسلامی قوانین پر جمود، بے عقلی اور اندھے پن کی پھبتی کبھی کسی نہیں جا سکتی۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے علم و عقل، غور و فکر اور تحقیق و جستجو پر جتنا زور دیا ہے اتنا دنیا کے کسی بھی مذہب نے نہیں دیا۔ چنانچہ وہ جس طرح مظاہر کائنات میں غور و فکر کر کے نئے نئے علوم و مسائل کی تدوین کرنے پر زور دیتا ہے بالکل اسی انداز میں خالص دینی و شرعی احکام و مسائل میں بھی غور و خوض کر کے ان میں ودیعت شدہ حکمتیں، مصلحتیں اور عقلی محاسن تلاش کرنے کی پُرزور تاکید کرتا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے کی چند آیات ملاحظہ ہوں جو متعدد شرعی احکام و مسائل کے تذکرہ کے بعد خصوصیت کے ساتھ مذکور ہیں اور ان میں لفظ عقل (تَعْقِلُوْنَ کی شکل میں) خاص طور سے لایا گیا ہے، اور یہ آیات بطور تنبیہ کے اسلوب بدل بدل کر پیش کی گئی ہیں :-

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۴۲)	اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (آل عمران ۱۱۸)	ہم نے تمہارے لیے احکام کی وضاحت (اچھی طرح) کر دی ہے اگر تم سمجھ سے کام لے سکو۔
ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (الانعام ۱۵۱)	وہ تمہیں اس بات کی تلقین کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (النور ۶۱)	اسی طرح اللہ تمہارے لیے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم (اچھی طرح) سمجھ جاؤ۔
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (الحدید ۱۷)	ہم نے تمہارے احکام کی وضاحت کر دی ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو۔

مسلمانوں کے ذمہ ایک فرض کفایہ اس موقع پر ایک علمی حقیقت یہ بھی پیش نظر رہے کہ مذکورہ بالا تمام آیات میں خطاب اہل ایمان سے ہے جو "مخاطب" کے صیغہ کے ساتھ ہے۔ اس کے برعکس قرآن حکیم کی وہ آیات جو نظام فطرت سے متعلق ہیں اُن کی رُو سے مظاہر کائنات میں غور و فکر کرنے اور ان میں ودیعت شدہ حقائق و معارف کو اجاگر کرنے کے لیے جو خطاب "اہلِ عقل و دانش" سے کیا گیا ہے وہ "غائب" کے صیغہ کے ساتھ ہے، مثلاً :-

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (الرعد ۴)	اس باب میں سمجھنے والوں کے لیے چند نشانیاں (دلائلِ ربوبیت) موجود ہیں۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ٥ (الروم ـ ۲۸)	اسی طرح ہم (نظامِ فطرت سے متعلق اپنی) نشانیاں سمجھ رکھنے والوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں مخاطب کا صیغہ زیادہ تر اپنوں (اہلِ اسلام) کے لیے اور غائب کا صیغہ عموماً غیروں کے لیے لایا گیا ہے ۔ اس اعتبار سے مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہ ہوا کہ نظامِ فطرت سے متعلق حقائق کا انکشاف غیر مسلموں کے ذریعہ بھی ہوسکتا ہے اور اس علم کا صرف اہلِ اسلام کے ساتھ مخصوص رہنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے ، مگر جہاں تک نظامِ شریعت کے حقائق و معارف کا تعلق ہے تو ان کا انکشاف صرف اہلِ اسلام ہی کرسکتے ہیں ، کیونکہ اہلِ اسلام کو اپنے دین و شریعت سے جو جذباتی لگاؤ ہوتا ہے وہ دوسروں کو نہیں ہوسکتا ۔ لہٰذا یہ اہلِ اسلام کے ذمہ ایک فرض کفایہ ہے کہ وہ اپنے دین و شریعت کے محاسن ، اس کی عقلی خوبیاں اور احکامِ الٰہی کی حکمتیں منظرِ عام پر لائیں اور اپنے دینی اقدار کی صداقت و حقانیت سے نوعِ انسانی کو روشناس کرائیں تاکہ اس کے ذہن و فکر کی تعمیر ہو اور وہ دینِ الٰہی کا روشن و تابناک چہرہ دیکھ سکے ۔

قانونِ فطرت و قانونِ شریعت حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ ابدی میں مسلمانوں کی توجہ خصوصی طور پر علم و عقل کی طرف مبذول کراتے ہوئے انہیں روشن فکری اور روشن خیالی سے روشناس کرایا ہے اور ہر چیز کا حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر سے جائزہ لینے کی دعوت دی ہے ۔ چنانچہ وہ ایک طرف نظامِ فطرت کے اسباق و بصائر کو منظرِ عام پر لانے کی تاکید کرتا ہے تو ساتھ دوسری طرف نظامِ شریعت میں ودیعت شدہ رموز و اسرار بھی بے نقاب کرنے پر زور دیتا ہے ، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نظامِ فطرت یا انکشافِ جدیدہ کسی بھی طرح نظامِ شریعت یا احکامِ خداوندی کے خلاف نہیں ہیں ۔ بالفاظِ دیگر جدید سائنسی تحقیقات کسی بھی لحاظ سے دین و شریعت کی ضد نہیں ہوسکتیں ، جیسا کہ بعض لوگوں کا غلط نظریہ ہے بلکہ اس کے برعکس جدید تحقیقات و انکشافات کے ذریعہ دین و شریعت کے بہت سے اسرار و حقائق منظرِ عام پر آرہے ہیں جن کے ملاحظہ سے اسلامی عقیدہ اور اسلامی تعلیمات کا ایک نیا اعجاز سامنے آتا ہے ۔ لہٰذا اہلِ اسلام کو جدید علوم و مسائل اور جدید تحقیقات و جدید علوم و فنون کی روشنی میں اسلامی عقیدہ و شریعت کی صداقت و برتری کا اثبات کرکے عالمِ انسانی کی صحیح راہنمائی کرنے کی ضرورت ہے اور آج عالمِ انسانی اس باب میں ہماری راہ دیکھ رہا ہے اور وہ انتظار میں ہے ۔

واقعہ یہ ہے کہ نظامِ فطرت اور نظامِ شریعت کی تطبیق و ہمنوائی سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ جس ہستی نے اس رنگا رنگ کائناتِ مادی کی تخلیق کی ہے اُسی نے انسان کی راہنمائی کے لیے ایک ابدی اور دائمی قانون بھی وضع کیا ہے ۔ جس طرح فطرت کے اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہورہی ہے بالکل اسی طرح

خدائے ذوالجلال کے وضع کردہ قوانین میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ قانونِ فطرت جس طرح اپنی جگہ ایک سائنٹیفک اور بے عیب قانون ہے بالکل اسی طرح قانونِ شریعت بھی اپنی جگہ ایک سائنٹیفک اور بے عیب قانون ہے۔ اس مادی کائنات کے ملاحظہ سے نقاشِ فطرت کا تخلیقی کارنامہ ظاہر ہوتا ہے تو نظامِ شریعت کے جائزہ سے ایک تشریعی معجزہ سامنے آتا ہے، اور یہ دونوں انسانی عقل و دانش کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کرنے کے لیے کافی ہیں، کیونکہ ان دونوں نظاموں میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ورنہ ان میں تغیر و تبدل اور ترمیم و اضافہ لازمی ہو جاتا۔

اہلِ علم کی ایک مخصوص جماعت اس اعتبار سے اہلِ اسلام کے درمیان ایک ایسی مخصوص جماعت کا وجود ضروری ہے جو روشن فکر، صائب اور پختہ کار علماء پر مشتمل ہو۔ اور اس جماعت کا کام خاص کر جدید علوم و فنون کی روشنی میں دین و شریعت کے حقائق و معارف اور اس کے رموز و اسرار کی وضاحت کرنا اور علمی و عقلی اعتبار سے نظامِ شریعت کی حقانیت و برتری ثابت کرنا ہے تاکہ وہ ایک طرف جدید امور و مسائل میں اہلِ اسلام کی صحیح راہنمائی کرے تو دوسری طرف اقوامِ عالم کو اسلامی نظامِ حیات سے صحیح طور پر متعارف کراتے ہوئے ان پر اتمامِ حجت کر سکے۔ چنانچہ حسبِ ذیل آیات میں اہلِ ایمان کے درمیان ایک ایسی جماعت تشکیل دینے کی دعوت دی گئی ہے جو خاص کر عالمِ انسانی کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ہو:-

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران ۱۰۴)	اور تم مسلمانوں میں ایک (مخصوص) جماعت ایسی ہو جو (لوگوں کو) خیر کی طرف بلانے والی، انہیں معروف کا حکم کرنے والی اور منکر سے روکنے والی ہو۔
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (آل عمران ۱۱۰)	تم بہترین اُمت ہو جو (دنیا کے تمام) لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے (اور تمہارا منصب یہ ہے کہ) تم انہیں معروف (پہچانی ہوئی حقیقت) کا حکم کرو اور منکر (نا پہچانی ہوئی اور قابلِ ملامت بات) سے روکو۔

معروف و منکر کیا ہے؟ اس موقع پر معروف اور منکر دو الفاظ بہت زیادہ قابلِ غور ہیں اور ان میں وسیع مفہوم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لفظ "معروف" میں صرف دینی و شرعی اعتبار ہی سے نہیں بلکہ علمی و عقلی اعتبار سے بھی جو بات یا جو حقیقت انسان کے لیے مفید اور کارآمد ہو سکتی ہو وہ بھی اس کے تحت آسکتی ہے اسی طرح "منکر" میں دینی و شرعی اور عقلی اعتبار سے بھی ہر وہ چیز آسکتی ہے جو انسانی معاشرہ کے لیے نقصان دہ اور مضرت رساں ہو۔ اس اعتبار سے جدید علوم و فنون کی روشنی میں دین و شریعت کی خوبیوں کو اجاگر کرنا گویا کہ

نوعِ انسانی کے سامنے "معروف" کو پیش کرتا ہے، اسی طرح دین و شریعت میں جن امور کی قباحت بیان کی گئی ہے انہیں جدید علوم و فنون کی روشنی میں بھی قبیح ثابت کرتا نوعِ انسانی کو منکرات سے رکنے کی دعوت دینا ہے۔ لہٰذا اگر دینی اقدار (کہ VALUE) کو جدید علوم و فنون کی روشنی میں بھی "معروف" اور "منکر" ثابت کر دیا جائے تو یہ موجودہ دور کا سب سے بڑا اور تجدیدی کارنامہ ہوگا اور ہر دور کے مسلمانوں سے قرآن عزیز کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اپنے دور کے علوم و مسائل کی روشنی میں معروف اور منکر کی صحیح معنیٰ میں وضاحت کر کے عالمِ انسانی کو دینی اقدار سے روشناس کرائیں تاکہ وہ حیاتِ جاودانی سے ہمکنار ہو سکے۔

ظاہر ہے کہ یہ وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے جو مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے۔ اگر اس فرض کی ادائیگی میں تمام مسلمان ناکام ہو جائیں تو پھر سب کے سب گنہگار ہو جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دینِ متین کا غلبہ تلوار اور توپ کے ذریعہ نہیں بلکہ دلیل و استدلال کے میدان میں کرنا چاہتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ۔ (التوبہ ۳۳)	وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔
لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌ ۔ (النساء ۱۶۵)	تاکہ لوگوں کا اللہ پر الزام نہ رہے۔
قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۔ (الانعام ۱۴۹)	کہہ دو کہ اللہ ہی کی حجت ہمیشہ غالب رہے گی۔

تو اللہ کی یہ حجت ہمیشہ علم و عقل اور دلیل و استدلال ہی کے میدان میں پوری ہو سکتی ہے۔ ایک فلسفہ کا مقابلہ فلسفہ ہی کر سکتا ہے اور عقل کا مقابلہ عقل ہی کر سکتی ہے۔ اگر کسی نے عقلی دلیل کے جواب میں پتھر استعمال کیا تو ممکن ہے وہ شخص اپنے مخالف کا سر پھوڑ ڈالے لیکن عقل اسے جائز قرار نہیں دے سکتی اور دنیا کبھی اس کی برائی تسلیم نہیں کر سکتی بلکہ اس فعل کو عقل کے مقابلے میں اس شخص کی ہار قرار دی جائے گی۔

ایک شریعت ہاؤس کا قیام ضروری ہے

حاصل بحث یہ کہ اسلامی شریعت پر تحقیقی کام کر کے شرعی احکام و مسائل کی عقلی خوبیاں اور ان کے محاسن جدید علوم و فنون کی روشنی میں اجاگر کرنا وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے، کیونکہ احکام شریعت سراپا علم اور سراپا عقل ہیں جنہیں کسی بھی دور میں علمِ انسانی منطقِ صحیح کی بنیاد پر مہمل یا ناکارہ ثابت نہیں کر سکتا بلکہ وہ ہر دور میں علم و عقل کی کسوٹی پر

پورے اُترتے ہیں۔ کیونکہ نظام فطرت اور نظام شریعت میں کسی قسم کا تعارض و تضاد موجود نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ہی نظام اور ان کے اصول و ضوابط ایک ہی سرچشمہ ہدایت سے صادر ہوئے ہیں، یعنی اصولِ فطرت کو جس ہستی نے ترتیب دیا ہے اُسی نے اصولِ شریعت بھی وضع کیے ہیں، لہٰذا ان دونوں میں اختلاف اور تصادم کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام ابدی میں خصوصیت کے ساتھ اس کی تاکید کی ہے کہ پُختہ کار اہلِ علم اسلامی شریعت کے احکام و مسائل میں غور و خوض کریں تاکہ ان کے اسرار و رموز منظرِ عام پر آسکیں، ان کے ملاحظہ سے ربانی علم و حکمت کا حال نوعِ انسانی پر آشکارا ہو، وہ علم و حکمت جو اس کے علم ازلی کے مظہر اور اس کی ازلی منصوبہ بندی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

چنانچہ تحقیقاتِ جدیدہ کے ذریعہ اس کائنات اور اس کی اندرونی مشنری سے متعلق جو بھی اسرار و معارف منکشف ہو رہے ہیں اُن کے ذریعہ احکام شریعت کی تصدیق و تائید ہو رہی ہے اور اس مظاہرہ سے خدائی منصوبہ کا حال آشکارا ہو رہا ہے۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۱۹)	اسی طرح اللہ تمہارے لیے (اپنے) احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم (ان میں) غور کرسکو۔

نیز اس سلسلے میں ایک عمومی کلیہ کے طور پر فرمایا گیا ہے:۔

مَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (البقرہ ۲۶۹)	اور یہ نکتہ عقل والے ہی متنبہ ہو سکتے ہیں۔
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (ص ۲۹)	یہ ایک برکت والی کتاب ہے جو ہم نے آپ کے پاس بھیجی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور دانشمند اس کے انوکھے مضامین دیکھ کر متنبہ ہوسکیں۔

لہٰذا فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ بنگلور (انڈیا) میں شریعت ہاؤس کے نام سے ایک ایسا وسیع اور تحقیقی مرکز قائم کیا جائے جس کے ماتحت اسلامی شریعت پر خصوصیت کے ساتھ تحقیقی کام کر کے مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لایا جائے۔ قابل اور باصلاحیت علماء کی ایک جماعت جنہیں رفقائے کار کی حیثیت سے ادارہ کی جانب سے وظائف دیئے جائیں اور انہیں شریعت

کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام کے لیے مقرر کیا جائے ـــــ نیز یہ جماعت باہمی تعاون سے جدید مسائل و موضوعات میں بھی اجتہاد کر کے امت مسلمہ کی صحیح اور بروقت راہنمائی کرتی رہے۔

موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق یہ ایک اہم ترین منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے لیے تمام جماعتوں اور تمام مسالک کے لوگوں کو دامے درمے سخنے تعاون و اشتراک کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کا مسئلہ ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خیر اور بھلائی کے کاموں میں مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے:۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔ (المائدہ ۲ ع)	(اے مسلمانو!) تم آپس میں نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں میں) ایکدوسرے کی مدد کرو۔

مؤتمر المصنفین کا سلسلۂ مطبوعات (۲۲)

کتابت اور تدوین حدیث

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی
رفیق مؤتمر المصنفین و استاذ دارالعلوم حقانیہ

افتتاحیہ: جناب مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق

جس میں کتابت کی شرعی حیثیت، اہمیت، ابتدائی مراحل، عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں تحریری کام، کتابت حدیث کا اہتمام، کاتبین وحی، سرکاری دستاویزات سب سے پہلا تحریری دستور مملکت، تدوین حدیث کی منظم اور باضابطہ کوششوں کے علاوہ موضوع سے متعلق دیگر کئی ایک اہم عنوانات پر جامع اور مستند مباحث شامل ہیں۔

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور پاکستان
قیمت ۔ سات روپے

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۳۳)

معروف سکالر، عظیم داعی، مفسر قرآن، شارح حدیث
حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کے علمی و دینی مکتوبات کا مجموعہ

کشکولِ معرفت

تالیف: عبدالقیوم حقانی
پیش لفظ: مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق

علم و عمل، دین و دنیا، مسنون وظائف، مفید کتابوں کا تعارف، مغربی سیاست کی مضرت، دینی سیاست کی ضرورت، تصوف و سلوک اور شریعت و طریقت کی جامعیت کا دلچسپ مرقع

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک
پشاور (پاکستان)